راجستھان میں اردو کے فروغ میں شاعرات کا حصّہ

ڈاکٹر شریں فاطمہ
راجستھان، کوٹہ

ملخص

اردو کو فروغ دینے میں راجستھانی شعراء وادباء کی طرح راجستھانی شاعرات نے بھی اہم رول ادا کیا ہے۔ اور اس بات کا پتہ ہمیں مندرجہ ذیل تذکروں سے چلتا ہے۔ جیسے تذکرہ شاعرات اردو، تذکرہ شعراء جے پور اور تذکرۃ الخواتین وغیرہ۔ ان شاعرہ میں سب سے اہم نام ہمیں محترمہ سیدہ سردار بیگم اختؔر کا ہے۔ انہوں نے بہت اچھی غزلیں اور نظمیں قلم بند کر کے اردو کے ذخیرہ میں اضافہ کیا ہے۔ تحفہ علم، وطن کا سپاہی شاعرہ کی دعاءِ غمِ دوست ان کی اہم نظمیں ہیں۔ جے پور کی شہزادی کلثوم، اجمیر کی صابرہ سلطان حزیںؔ، نواب امراؤ بیگم عابدؔہ، محترمہ صالحہ بیگم پروینؔ، وفاؔ ٹونکی، ٹونک کی امیر جان شرارتؔ، الور کی چھوٹے صاحب، جے پور کی جان شمشیرؔ، محترمہ کبریٰ فضاؔ، محترمہ آراستہ انجمؔ، اختر جان حسینؔ، بھرت پور کی کمّن رالہؔ اور جے پور کی کندن نزاکتؔ کا نام قابلِ ذکر ہے۔ جنھوں نے اردو کو ترقی دینے میں اہم رول ادا کیا ہے۔

☆☆☆☆

راجستھان میں اردو کو فروغ دینے میں راجستھانی شعراء و ادبہ نے اہم رول ادا کیا ہے۔ لیکن راجستھان میں اردو کو ترقی دینے میں راجستھان کی شاعرات بھی پیچھے نہیں ہیں۔ اور اسی بات کا پتہ ہمیں مندرجہ ذیل تذکروں سے چلتا ہے جیسے: تذکرہ شاعرات اردو، تذکرہ شعرائے جے پور اور تذکرۃ الخواتین وغیرہ۔ یہاں ہم چند اہم شاعرات کا ذکر کریں گے جنھوں نے اردو کی ترقی میں خدمات انجام دی۔

ا. محترمہ سیدہ سردار بیگم اختؔر

اختؔر صاحبہ ۹/ مارچ ۱۹۱۸ء میں حیدر آباد میں پیدا ہوئی۔ ان کے والد محترم کا نام سید میر حسن تھا۔ ان کے اجداد امجد مرز، اداغؔ دہلوی کے تلامذہ میں سے تھے۔ سن بلوغ کا کچھ عرصہ کانپور میں گزارا۔ ان کی شادی نصیر

آباد کے رہنے والے خان بہادر شیخ عبدالغنی صاحب سے ہوئی۔

شروع سے ہی اختر صاحبہ کو اردو سے محبت تھی۔ وہ ایک شاعرہ ہی نہیں بلکہ ایک ادیبہ بھی تھی۔ کئی مشہور رسائل میں ان کے مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ اختر صاحبہ علامہ اقبال سے بہت متاثر تھیں۔ اس لئے ان کی شاعری میں ان کا رنگ جھلکتا ہے۔ اختر صاحبہ کا شمار قومی شاعرات میں کیا جاتا ہے۔ مسلم لیگ کے ایک جلسہ میں ان کی تقریر سے متاثر ہو کر مولانا عبدالماجد بدایونی نے آپ کو ''خطیبہ ہند'' کا خطاب دیا تھا۔ انہوں نے بہت سی غزلیں اور نظمیں کہی ہیں۔ ان کی اہم نظمیں ہیں۔ ''تحفۂ علم''، ''وطن کا سپاہی''، ''شاعرہ کی دعا''، ''غم دوست'' اور ''مری ہے اختر آرزو کیا' قابل ذکر ہے۔ نمونہ کلام پیش ہے۔

حق سے ہوا تھا کبھی سینہ عالم گداز
مجھ کو سنا دیجئے پھر وہ نواہائے راز
ذوق طلب ہے تو پھر سود و زیاں سے گزر
راہ وفا میں نہ کر فکر نشیب وفراز
آ ہی گئی تھی آج نیند سنگ درِ یار پر
بیخودی آرزو عمر ہو تیری دراز
پھر دل بیتاب کو چاہیے سوز وگداز
مطرب آتش نفس چھیڑ دے اب اپنا راز
کہہ چکے سب حال دلِ بارگہہ دوست میں
اختر خاموش چھیڑ تو بھی حدیث نیاز

۲. شہزادی کلثوم

شہزادی کلثوم صاحبہ کو راجستھان کی ایک قومی صاحبِ دیوان شاعرہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کلثوم صاحبہ جے پور کے ایک تعلیم یافتہ گھرانے میں ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد محترم سید علی کشمیری اہلِ سادات کے دیندار بزرگ تھے۔ دستور کے مطابق ہی کلثوم صاحبہ نے تعلیم وتربیت پائی۔ بہت کم عمر میں ہی انہوں نے غزلیں، نظمیں، سلام، منقبت مرثیے لکھ ڈالے تھے اور ایک دیوان مکمل کرلیا تھا۔ انہوں نے اپنی ۲۰ رسال کی مختصر عمر میں ایک دیوان اور تین تصانیف لکھی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) شمع حرم (۲) معرکہ کربلا (۳) شاعرات اور اقبال۔ کلثوم صاحبہ کا دیوان اور ان کی تصانیف راجستھان کے اردو ادب کا ایک اہم سرمایہ ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں کسی سے

اصلاح نہیں لی یہ ان کی خداداد صلاحیت تھی۔ کلثوم صاحبہ کی شاعری میں قومی جذبہ اور حب الوطنی موجود ہے۔ انہوں نے بہت ساری نظمیں لکھی ہیں جن میں ''صدائے دل''، ''برادرانِ وطن سے خطاب''، ''خونِ مسلم''، ''انقلابِ فلسطین''، ''ولادتِ علی مرتضیٰ''، ''مخدوم مہ عالم'' اور ''علمدار کربلا'' قابلِ ذکر ہے۔

ان کی غزل کے کچھ شعر ملاحظہ ہوں ۔

جب اہل دل کو عشق کا عرفان ہوگیا
حسنِ فریب کار پشیمان ہوگیا
دل میں خیال یار جو مہمان ہوگیا
اجڑا ہوا دیار گلستان ہوگیا
کلثوم کیا سنائیں محبت کی سرگذشت
دل ان سے مل کے اور پریشان ہوگیا

۳. صابرہ سلطان حزیں

صابرہ سلطان حزیں ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئی۔ والد کا نام محمد اللہ تھا۔ تین سال کی عمر میں یتیم ہوگئی۔ سنبھل میں اپنے نانا کے یہاں پرورش پائی۔ پھر اجمیر آئیں اور بڑا حصہ عمر کا اجمیر میں گزارا۔ حزیں صاحبہ شکیبا کے نام سے افسانے بھی لکھا کرتی تھیں۔ جو ملک کے مختلف رسالوں میں شائع ہوا کرتے تھے۔ ان کی شاعری میں جذباتی رنگ جابجا نظر آتا ہے۔ شاعری آپ کا فطری ذوق تھا۔ عمر کا بڑا حصہ اجمیر میں گزار کر وہ واپس اپنے وطن چلی گئی۔ لیکن یہاں پر اپنا شاعرانہ رنگ چھوڑ گئیں۔ نمونہ کلام ۔

یہ ربط وضبط کہاں تک نبھائے جاؤں میں
کہ دل کا خون ہو اور مسکرائے جاؤں میں
اے حزیں انتظار دوست میں آج
دل کو ساکت سا پا رہی ہوں آج

۴. نواب امراؤ بیگم عابدہ

عابدہ صاحبہ رامپور نواب محمد یوسف علی خاں کی بیٹی تھی اور جے پور کے نواب زین العابدین سے ان کی شادی ہوئی۔ وہ ایک یگانہ عورت تھیں ۔ اردو اور فارسی دونوں میں ہی شعر کہتی تھی ۔ اور دونوں زبانوں میں انہوں نے ایک ایک دیوان لکھا۔ محمد علی جویا کے مطابق ۳۰ رسال کی کم عمر میں ہی عابدہ بیگم کا وصال ہونے کی وجہ سے ان کے

دیوان چھپ نہیں سکے۔لیکن محمد علی جوؔیا نے ان دیوان کو ثابت کیا تھا اور ان کا مطالعہ بھی کیا تھا۔اس نقطہ نظر سے ہم بیگم عابدؔہ کو راجستھان کی پہلی صاحبِ دیوان شاعرہ بلا کسی شک کے کہہ سکتے ہیں۔نمونۂ کلام ملاحظہ ہوں۔

بال چوٹی کے کریں گے بدنام
یہ موئے پیچھے پڑے رہتے ہیں
پلا دے اب تو اے ساقی مے گلنار تھوڑی سی
کہ باقی رہ گئی ہے عمر بھی اے یار تھوڑی سے

۵. محترمہ صالحہ بیگم پرویںؔ

محترمہ پرویںؔ صاحبہ دہلی میں پیدا ہوئی۔ان کے والد مولوی سید غضنفر علی تھے۔وہ جے پور کے ولی کامل حضرت میر قربان علی صاحب کی دوسری اہلیہ تھیں۔ان کو شعر گوئی کا شوق بچپن سے ہی تھا۔کیوں کہ ان کے بھائی مولانا سخا اور مولانا سہا مشہور شاعر تھے اور وہ اپنے بھائیوں سے اصلاح لیا کرتی تھیں۔انہوں نے اپنا ایک دیوان مکمل کیا جسے حیدرآباد کے نواب محبوب علی خاں کی نذر کیا۔ان کے دیوان کا دوسرا ایڈیشن بھی ان کی زندگی میں چھپ گیا تھا جو آگرہ سے شائع ہوا۔انہوں نے تاریخ گوئی بھی کی۔۷۸؍سال کی عمر میں ۱۹۴۴ء میں انہوں نے وفات پائی۔پرویںؔ صاحبہ کی متفرق اشعار ۔

پڑے چہرے پر جب گیسو تو یہ عقدہ کھلا پرویںؔ
کہ ہے صبح وطن میں بھی اثر شام غریباں کا
نماز پڑھنے سے منہ پر جو نور آنے لگا
مصلیوں کی ہے عادت غرور آنے کا
ہزار بار کیا قصد
تو بہ پر ہر بار
خیال رحمت رب غفور آنے لگا

۶. وفاؔ ٹونکی

وفاؔ صاحبہ ٹونک کی رہنے والی تھی۔اصل نام معلوم نہیں۔وہ ایک غزل گو شاعرہ تھیں۔ان کے کلام جذباتی اور وجدانی اعتبار سے بہت بلند اور پرُ تاثیر ہے۔جذبات اور احساسات کی ترجمانی میں ان کو کمال حاصل

تھا۔

نمونہ کلام ملاحظہ ہوں ۔

ہر گھڑی رونے کی عادت کبھی ایسی تو نہ تھی
جان لیوا تیری فرقت کبھی ایسی تو نہ تھی
یوں وفا سے ہوئے ناراض تم اکثر لیکن
جیسی اب ہے تمہیں نفرت کبھی ایسی تو نہ تھی

۷.امیر جان شرارتؔ۔

یہ دہلی کی رہنے والی تھی۔ان کے والد کا نام چھوٹے خاں کنجن تھا۔وہ اپنے کلام میں اصلاح میاں امیر خاں، منیرؔ اکبر آبادی سے لیا کرتی تھیں۔عرصے دراز تک ٹونک میں رہی اور شاعری اور فن میں نام پیدا کیا۔ نمونہ کلام پیش ہے ۔

ایسی مجھ پر رات مشکل فرقت قاتل نے کی
ساتھ میرے صبح مرمر کر مری مشکل نے کی
گرمی سوز جگر سے ہوگیا ہوں جل کے خاک
یہ شرارت آتشیں رخسار سے قاتل نے کی

۸. چھوٹے صاحب

چھوٹے صاحب لکھنؤ میں پیشے سے ایک طوائف تھی۔لیکن ریاست الور کے دربار میں ملازمہ تھیں۔ شعر کہنے کا شوق تھا اس لئے شعر کی ادائیگی میں اسے مہارت حاصل تھی۔نمونہ کلام پیش ہے۔

کرتیاں جالی کی پہنے ہیں جوانانِ حسین
حسن کی فوج میں دیکھے یہ زرہ پوش نئے

۹. شمشیر جان شمشیرؔ

شمشیرؔ جان جے پور کی رہنے والی ایک طوائف تھی۔شاعری میں قدرت رکھتی تھی۔اور محفلوں میں اکثر خود کے شعر پڑھتی تھی۔نمونہ کلام پیش ہے۔ ۔

کچھ دیکھ بھی تو لطف ہے جاکر سفر میں کیا

شمشیر چھوڑ گھر کو تو بیٹھا ہے گھر میں کیا

۱۰۔ محترمہ کبریٰ فضا۔

کبریٰ صاحبہ ۱۹۱۲ء میں یو پی کے جلال آباد میں پیدا ہوئی۔ان کے والد کے نام محمد حسین خاں تھا۔ جے پور کے اردو ادب کی جانی مانی شخصیت جناب منشی ایوب خاں صاحب سے ان کی شادی ہوئی۔انہیں مولانا روم سے بہت نسبت تھی۔تو ان کی مثنوی کے بہت سے اشعار ان کو زبانی یاد تھے۔ان کے علاوہ ان کو میر حسن کی مثنوی اور کئی مشہور شعراء کے کلام بھی یاد تھے۔اسی ماحول میں ان کے اندر بھی شعر کہنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی۔لیکن گھریلو ماحول تک ہی وہ شعر کہا کرتی تھیں۔ان کے کلام کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہوش سنجیدہ مزاجوں کے ٹھکانے کب ہیں
زندہ دل لوگ سبھی زندہ دلی بھول گئے
تاب نظارہ حجابات نظر ہی سے تو ہے
اتنے بے خود ہوئے موسیٰ کہ سبھی بھول گئے

۱۱۔ محترمہ آراستہ انجم۔جے پور

انجم صاحبہ ۱۹۳۳ء میں جے پور میں پیدا ہوئی۔وہ جناب منشی محمد ایوب خاں صاحب کی بیٹی تھیں۔ گھر کے ماحول کی وجہ سے ان میں ادبی ذوق پیدا ہوا۔وہ اپنے والد سے اصلاح لیا کرتی تھیں۔اس لئے ان کی شاعری میں درد انگریزی کا اثر جھلکتا ہے۔نمونہ کلام پیش ہے۔

کہیں اجڑے دیاروں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے
کہیں غربت کے ماروں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے
کسی کے دل میں شمع آرزو بجھتی ہے جب انجم
فلک پر چاند تاروں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے

۱۲۔ اختر جان حسین۔جے پور

یہ جے پور کی رہنے والی ایک طوائف تھیں۔لیکن نہایت ذکی اور پڑھی لکھی خاتون تھی۔بہت عمدہ شعر کہا کرتی تھیں۔چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

جس وقت تک وہ بزم میں پیش نظر رہے
ہم اپنا دونوں ہاتھوں سے تھامے جگر رہے